© rasailojaraid.com

جو کچھ نہیں کرتے وہ کمال کرتے ہیں!!

خدا خدا کر کے ناردرن ایریاز کونسل کو قانون سازی کا موقع ملا ہے۔ جبکہ سابقہ ادوار میں صرف خوردن، نشستن و برخاستن پر ہی گزارہ کیا جاتا تھا۔ اس دفعہ موجودہ کونسل کی قائم کردہ ''قائمہ کمیٹی برائے قانون سازی'' کچھ قوانین منظور کر کے ایوان میں منظوری کے لئے پیش کرنے والی ہے۔ مقامی اخبارات کے مطابق قائمہ کمیٹی نے خالصہ سرکار کی الاٹ منٹ کے قانون کو حتمی شکل دی ہے۔ کمیٹی نے ایوان میں منظوری کے لیے پیش کرنے کی غرض سے قانونِ حق شفعہ، قانون کرایہ داری اور لوکل گورنمنٹ کے علاوہ ''شراب فروشی'' کی خاطر لائسنس جاری کرنے سے متعلق قانون کے مسودات کی بھی منظوری دی ہے۔

پھر اس ''تاریخ ساز'' فیصلے پر اعلیٰ سرکاری حکام وغیرہ کی طرف سے بڑے شدومد سے مبارک بادی اور تہنیتی پیغامات کا چرچا ہے۔ انتہائی افسوسناک امر یہ ہے کہ قائمہ کمیٹی کو ''شراب فروشی کی اجازت'' کا تڑکا لگانے کا کیا شوق جنون تھا؟!

صاف وشفاف دودھ کے برتن میں ایک قطرہ پیشاب ڈالا جائے تو سارا دودھ پلید ہو جاتا ہے۔ اب خوشی کس بات کی ہے، جس کے لئے مبارک بادی جا رہی ہے؟! رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں جب برکاتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے، ہمارے این اے کونسل کی جانب سے اسلام اور اخلاق کے منافی امر کی منظوری جاری ہوتی ہے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا　　　آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

حقیقت یہ ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، اسے اکثریتی ووٹ، اسمبلی اور سرکاری لائسنسوں کے ذریعے حلال نہیں کیا جاسکتا۔ قوم کے منتخب ارکان کی دینی، سماجی اور اخلاقی ذمہ داری تھی کہ اسلامی واخلاقی روایات کے حامل اس حساس علاقے سے ہر برائی کی بیخ کنی کے لیے مؤثر قانون بناتے، نہ کہ اس کے فروغ کی خاطر دماغ سوزی کرتے۔

امت اسلامیہ بغیر کسی اختلاف اور لیت ولعل کے شراب جیسی ام الخبائث کی حرمت پر متفق ہے۔ اگر یہ اخباری اطلاعات درست ہیں تو یہ قانون دین اسلام، امت اسلامیہ اور علاقے کی تمام آبادی پر ظلم کی انتہاء ہے۔

لہٰذا ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے شراب سازی، شراب نوشی، شراب فروشی اور اس خبیث ترین نشے سے متعلق ہر قسم کے تعاون واشتراک کو سنگین جرم قرار دینے کا پرزور مطالبہ کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ناردرن ایریاز میں سو فیصد مسلمان آبادی ہونے کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ یہاں اس ''کافرانہ قانون'' کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟! اصل بات تو یہ لگتی ہے کہ

پہلے کچھ نہیں کرتے تھے، اب پر نکل آئے تو کمال کرتے ہیں!!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یوم استقلال مملکت سعودیہ عربیہ

1932 میں المملكة العربية السعودية کی مبارک حکومت کے بانی مبانی شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن الفیصلؒ نے نجد اور حجاز کو ملا کر اس نام سے موسوم کیا تھا، جبکہ اس سے قبل مملك الحجاز و النجد کہا جاتا تھا، جو مختلف قبائلی سرداروں کے تحت بٹا ہوا تھا۔ آپؒ نے انتہائی کٹھن وقت اور مشکلات کے دور میں جس بلند ہمتی اور بھرپور قائدانہ صلاحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس ملک کو روئے زمین پر ایک اسلامی وفلاحی مملکت کے طور پر روشناس کرایا، یہ آپ جیسے مرد مؤمن و مرد آہن ہی کا کام تھا' اگر اس ملک کی تاریخ دیکھی جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ آباء واجداد کی سرزمین حاصل کرنے کے لیے سلطان عبدالعزیزؒ نے بے شمار نشیب وفراز دیکھے اور بے تحاشا مصائب جھیلے، دربدر کی ٹھوکریں کھائیں مگر پائے استقلال میں کوئی لغزش نہیں آنے دی۔ وہ ایک سچے مومن کی حیثیت سے میدان میں اترتے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مدد اور قوت کے طلبگار رہتے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں 125 سے زیادہ جنگیں لڑیں اور ہمیشہ کامیابی سے ہمکنار رہے۔ آپؒ اس ملک کی اصلاح میں منہمک رہے اور اسے امن وامان کا گہوارہ بنا کر دم لیا۔ جبکہ شریف مکہ کے دور میں حجاز کے اندر خلفشار' بدنظمی' ڈاکہ زنی اور افلاس کا دور دورہ تھا۔ حتی کہ دنیا بھر میں حج کی استطاعت اور نیت رکھنے والے سوبار سوچ بچار پر مجبور ہو جاتے تھے، کوئی جگر گردہ والا حج پر روانہ ہو ہی جاتا تو بخیریت لوٹنے کی امید نہیں رکھتا تھا۔

سلطان عبدالعزیزؒ کے دور میں پورا ملک خصوصاً حجاز جہاں حرمین شریفین واقع ہیں، امن وآشتی کا گہوارہ بن چکا تھا۔ حجاج کرام بڑے سکون سے سفر کرتے تھے، ان کو کسی قسم کا خوف وخطرہ نہیں تھا۔ حقیقتاً یہ ملک ﴿کشجرة طيبة اصلها ثابت و فرعها في السماء﴾ کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

اس خاندان کے آباء واجداد میں سے نجد کے علاقے درعية کے حکمران محمد بن سعود رحمه الله نے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوهاب رحمة الله عليه سے متاثر ہو کر عقیدہ توحید کو پھیلانے اور شرک وبدعت کو مٹانے میں ان سے بھرپور تعاون کا عہد کیا تھا۔ چنانچہ آل شیخ اور آل سعود کے باہمی شراکت وتعاون نے جزیرہ نمائے عرب کو شرک وبدعت' قبر پرستی اور دیگر خرافات سے پاک کر دیا۔ اسی خدمت توحید' اشاعت دین اور خدمت حرمین کا صلہ یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے سعودی خاندان کو نہ صرف حرمین شریفین بلکہ عالم اسلام کی خدمت اور اشاعت اسلام کے لیے بے پناہ وسائل اور مواقع فراہم فرمائے۔ دونوں خاندانوں میں باہمی شراکت وتعاون کا مبارک سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے۔

1953ء میں سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن فیصلؒ نے انتقال پائی۔ پھر ان کے جانشین حکمرانوں خصوصاً شاہ فیصلؒ اور خادم الحرمین فہد بن عبدالعزیزؒ نے اپنے اپنے دور میں اس ملک کو منفرد انداز میں تعمیر وترقی کے شاہراہ پر گامزن کر دیا اور آج خادم الحرمين الشريفين عبدالله بن عبدالعزيز اور ان کے ولی عہد سلطان بن عبدالعزیز بھی اپنے پیشرو بادشاہوں کے نقش قدم پر

© rasailojaraid.com